ساری عزتیں سلسلہ کے ساتھ وابستہ ہیں

(فرمودہ ۲۶- دسمبر ۱۹۳۸ء)

"۲۶- دسمبر ۱۹۳۸ء حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے مسجد نور میں ظہر و عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھانے کے بعد خطبہ نکاح پڑھا اور اس کے بعد اعلان فرمایا کہ (صاجزادہ) مرزا مظفر احمد صاحب آئی- سی- ایس ابن (حضرت صاجزادہ) مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے کا نکاح (صاجزادی) امۃ القیوم جو میری بیوی (سیدہ) امۃ الحی بیگم صاحبہ کے بطن سے ہے گیارہ سو روپیہ مہر پر قرار پایا ہے اور دوسرا نکاح میرے لڑکے (صاجزادہ) مرزا مبارک احمد کا طیبہ بیگم صاحبہ جو میاں عبد اللہ خاں صاحب کی لڑکی ہیں گویا میری چھوٹی ہمشیرہ (صاجزادی) امۃ الحفیظ بیگم کی لڑکی ہیں کے ساتھ گیارہ سو روپیہ مہر پر قرار پایا ہے"۔ [1]

خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :

۳۲ سال کا عرصہ ہوا جبکہ پہلے پہل میں نے چند ایک دوستوں کے ساتھ مل کر رسالہ تشحیذ الاذہان جاری کیا تھا اس رسالہ کو روشناس کرانے کے لئے جو مضمون میں نے لکھا جس میں اس کے اغراض و مقاصد بیان کئے گئے تھے وہ جب شائع ہوا تو حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور اس کی خاص تعریف کی اور عرض کیا کہ یہ مضمون اس قابل ہے کہ حضور اسے ضرور پڑھیں- چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیت المبارک میں وہ رسالہ منگوایا اور غالباً مولوی محمد علی صاحب سے وہ مضمون پڑھوا کر سنا اور تعریف کی لیکن اس کے بعد جب میں حضرت خلیفہ اول سے ملا تو آپ نے فرمایا میاں تمہارا مضمون بہت اچھا تھا مگر

میرا دل خوش نہیں ہوا اور فرمایا کہ ہمارے وطن میں ایک مثل مشہور ہے کہ ”اونٹ چالی اور ٹوڈا بتالی“ اور تم نے یہ مثل پوری نہیں کی۔ میں تو اتنی پنجابی نہ جانتا تھا کہ اس کا مطلب سمجھ سکتا اس لئے میرے چہرہ پر حیرت کے آثار دیکھ کر آپ نے فرمایا شاید تم نے اس کا مطلب نہیں سمجھا۔ یہ ہمارے علاقہ کی ایک مثال ہے کوئی شخص اونٹ بیچ رہا تھا اور ساتھ اونٹ کا بچہ بھی تھا جسے اس علاقہ میں ٹوڈا کہتے ہیں کسی نے اس سے قیمت پوچھی تو اس نے کہا کہ اونٹ کی قیمت تو چالیس روپیہ مگر ٹوڈے کی بیالیس روپیہ۔ اس نے دریافت کیا کہ یہ کیا بات ہے تو اس نے کہا کہ ٹوڈا اونٹ بھی ہے اور بچہ بھی ہے۔ اسی طرح تمہارے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی تصنیف براہین احمدیہ موجود تھی۔ آپ نے جب یہ تصنیف کی تو اس وقت آپ کے سامنے کوئی اسلامی لٹریچر موجود نہ تھا مگر تمہارے سامنے یہ موجود تھا اور امید تھی کہ تم اس سے بڑھ کر کوئی چیز لاؤ گے۔ مأمورین سے بڑھ کر علم تو کوئی کیا لا سکتا ہے سوائے اس کے کہ ان کے پوشیدہ خزانوں کو نکال نکال کر پیش کرتے رہیں۔ حضرت خلیفہ اول کا مطلب یہ تھا کہ بعد میں آنے والی نسلوں کا کام یہی ہوتا ہے کہ گزشتہ بنیاد کو اونچا کرتے رہیں اور یہ ایک ایسی بات ہے کہ جسے آئندہ نسلیں اگر ذہنوں میں رکھیں تو خود بھی برکات اور فضل حاصل کر سکتی ہیں اور قوم کے لئے بھی برکات اور فضلوں کا موجب ہو سکتی ہیں مگر اپنے آباء سے آگے بڑھنے کی کوشش نیک باتوں میں ہونی چاہئے یہ نہیں کہ چور کا بچہ یہ کوشش کرے کہ باپ سے بڑھ کر چور ہو۔ بلکہ یہ مطلب ہے کہ نمازی آدمی کی اولاد کوشش کرے کہ باپ سے بڑھ کر نمازی ہو، مبلغ کی اولاد باپ سے زیادہ تبلیغ کرنے والی ہو، واعظ کا لڑکا باپ سے اچھا واعظ بننے کی کوشش کرے اور یہ طریق قوم کی ترقی کا ذریعہ ہو گا۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کے نوجوانوں کو یہ بات مدنظر رکھنی چاہئے کہ ان پر دوہری ذمہ داریاں ہیں ایک احمدی ہونے کے لحاظ سے اور ایک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کا فرد ہونے کے لحاظ سے اور ان دوہری ذمہ داریوں کی وجہ سے ہی رسول کریم ﷺ کی بیویوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر وہ خطا کریں گی تو ان کو دوہرا عذاب ہو گا اور اگر وہ نیکی کریں گی تو ان کو ثواب بھی دوہرا ہو گا اور یہ دوہرا عذاب رکھنا کوئی ظلم نہیں۔ قرآن کریم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی کے لئے نیک نمونہ بنتا ہے اس کی نیکی میں سے اسے بھی حصہ ملتا ہے اور جو کسی کے لئے برا نمونہ بنتا ہے اور اسے دیکھ کر وہ بدی کی

طرف مائل ہوتا ہے تو اس کی بدی میں سے اسے بھی حصہ ملتا ہے چنانچہ فرمایا :

مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا۔ [۲]

یعنی جو کوئی شفاعت حسنہ کرتا ہے یعنی اپنے نیک نمونہ سے دوسرے کو نیکی کی ترغیب دلاتا ہے تو اس کی نیکی سے اسے بھی حصہ ملتا ہے۔ رسول کریم ﷺ نے بھی فرمایا ہے کہ جو شخص نیکی کی ترغیب دیتا ہے اور اس کی وجہ سے دوسرا شخص کوئی نیکی کرتا ہے تو وہ نیکی اس کے نام بھی لکھی جاتی ہے جس نے اس کی ترغیب دی تھی اور نیکی کرنے والے کے ثواب میں کوئی کمی نہیں آتی۔ [۳] تو جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی مأمور آتا ہے تو اس کے خاندان کے افراد پر دوہری ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ لوگ ان کو دیکھتے اور اندازہ کرتے ہیں کہ انہوں نے اس مامور سے کیا اخذ کیا ہے اگر ان کا نمونہ نیک ہو تو لوگ سمجھتے ہیں کہ جس چشمہ سے یہ نکلے ہیں وہ بھی ضرور نیک ہوگا اور اگر وہ بد ہوں تو گو یہ ضروری نہیں کہ یہ چشمہ کے گندہ ہونے کا ثبوت ہو کیونکہ آخر نسلیں خراب ہو ہی جایا کرتی ہیں مگر اس کا عام نتیجہ یہ ہوگا کہ لوگ سمجھیں گے ضرور اس چشمہ میں کوئی خرابی ہوگی اور اس طرح ایسا انسان لوگوں کی گمراہی کا موجب ہو جاتا ہے۔

پھر یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ ان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں پر دوسروں کی نسبت زیادہ ایمان ہو کیونکہ وہ ان گھروں میں رہتے ہیں وہ جگہیں جہاں وہ الہام نازل ہوئے ان کو آنکھوں کے سامنے نظر آتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آثار ہمیشہ ان کے اردگرد رہتے ہیں اور اس وجہ سے ان کے لئے ہر وقت ایمان کو تازہ کرنے کے مواقع بہم پہنچتے رہتے ہیں اور اس لئے ان کو اس بات پر سب سے زیادہ یقین ہونا چاہئے کہ دنیا کی ساری برکت ان ہی پیشگوئیوں کے پورا ہونے میں ہے۔ دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی زمینداری اور کوئی بڑی سے بڑی تجارت ایسی نہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چھوٹے سے چھوٹے الہام کی برابری کرسکے۔ جو وعدے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کئے ہیں ان میں سے چھوٹے سے چھوٹا بھی اتنا قیمتی ہے کہ دنیا بھر کی بادشاہت بھی اس کے سامنے نہیں ٹھہر سکتی اور اگر ان کے ہوتے ہوئے آپ کے خاندان کا کوئی فرد دنیا کی طرف راغب ہوتا ہے تو اس کے معنے یہ ہیں کہ اس کے دل میں ایمان نہیں۔ اگر آپ کے الہام سچے ہیں اور وہ وعدے پورے

ہونے والے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم انہیں خود پورا کر کے عزت حاصل نہ کریں۔ اگر ہم انہیں چھوڑ دیتے ہیں کہ انہیں دوسرے پورا کریں اور عزت حاصل کریں اور خود دنیا کی عزتوں کے حصول میں لگ جاتے ہیں تو اس کے معنے یہی ہیں کہ ہمیں ان پر ایمان نہیں اور ہم یہ یقین نہیں رکھتے کہ وہ وعدے پورے ہونے والے ہیں۔ وہ وعدے یقیناً پورے ہونے والے ہیں اور حقیقی عزت وہی پائے گا جو ان کو پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ میرا مطلب یہ نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کے لوگوں کو دنیا کا کوئی کام کرنا ہی نہیں چاہئے اور یہ ان کے لئے جائز نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان کے دنیوی کاموں میں بھی دینی رنگ غالب نظر آنا چاہئے۔ وہ اگر زمیندارہ کام کرتے ہیں یا ملازمت کرتے ہیں تو یہ پانچ چھ گھنٹے جو انہیں اپنے فرائض کی سرانجام دہی کے لئے صرف کرنا پڑتے ہیں نکال کر باقی وقت ان الہامات کو پورا کرنے میں صرف کرنا چاہئے۔ بے شک وہ دنیوی کام کریں مگر ان کے ساتھ اسی حد تک وابستگی رہنی چاہئے جتنی کہ ضرورت طبعی ہے اس سے زیادہ لگاؤ یا شغف نہ رہے۔ ہر شخص کو طبعی تقاضا کے ماتحت پاخانہ میں جانا پڑتا ہے مگر وہ کوشش کرتا ہے کہ جس قدر جلد ممکن ہو اس سے باہر آجائے جو شخص اس سے زیادہ وقت میں پاخانہ میں بیٹھتا ہے وہ پاگل ہے۔ پس انہیں دنیوی کاموں کے ساتھ اتنا ہی زیادہ وقت ہونا چاہئے اور کم سے کم ایسے مقام پر کھڑا ہونا چاہئے کہ قیامت کے دن خدا تعالیٰ کی ان پر حجت نہ ہو اور وہ یہ نہ کہے کہ تم نے اس جگہ رہتے ہوئے جہاں میرا فلاں الہام نازل ہوا اس کو بھلا دیا اور دنیا کو مقدم کرلیا اسے دوسروں نے قبول کیا مگر تم نے بھلا دیا۔ ذرا غور کرو یہ کتنا شرمناک وقت ہوگا اگر ایسا معاملہ کیا جائے۔ ہزاروں میلوں پر رہنے والے ان الہامات کو سنیں اور تسلیم کریں سالہا سال بعد پیدا ہونے والے سلسلہ کے ساتھ محبت و اخلاص میں دیوانے ہو رہے ہوں اور یوں معلوم ہو رہا ہو کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام لے کر ان پر رقت کی وجہ سے موت طاری ہو جائے گی اور جب ان بے دیکھے اور دور دراز فاصلہ پر رہنے والے عاشقوں کی یہ حالت ہو تو دیکھنے والوں اور گھر میں رہنے والوں کی ذمہ داری کس قدر ہونی چاہئے۔

پس اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کے چند افراد کی شادی کی ہے میں انہیں ان کی ذمہ داریوں کی طرف متوجہ کرتا ہوں۔ انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ بے شک نکاح اچھی چیز ہے، میل ملاقات کو اللہ تعالیٰ نے اچھی چیز بنایا ہے مگر

اصل وقت خوشی کا وہی ہے جب ہم خدا سے ملتے ہیں اور اس کے محبوب رسول کریم ﷺ سے ملتے ہیں اور ایسی حالت میں ملتے ہیں کہ وہ ہم سے خوش ہوں، ہماری شادیاں، ہمارا اتحاد و اتصال سب بے حقیقت ہیں اگر ہمیں وہ راحت نصیب نہ ہو جو خدا تعالیٰ نے ان لوگوں کے لئے مقدر فرمائی ہے جنہیں خدا اور رسول کا وصال ہوتا ہے۔ دنیا اسلام اور اس کی تعلیم سے بہت دور چلی گئی ہے۔ آج نادان لوگ اسلام اور اس کی تعلیم پر ہنستے ہیں اور اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ آواز بلند کی ہے کہ اس تعلیم کے ساتھ دنیا کی نجات وابستہ ہے اور ہمارا فرض ہے کہ آپ کے ارشاد کے مطابق اسلام کی تعلیم کو دنیا میں قائم کریں۔ تمام رسم و رواج اور تمدنی پابندیوں کو ترک کردیں تا وہ اسلامی فضا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا میں قائم کرنا چاہتے تھے قائم ہو جائے۔ یاد رکھو کہ مغربی تہذیب و تمدن اور فیشن ہرگز باقی نہیں رہیں گے بلکہ مٹا دیئے جائیں گے اور ان کی جگہ دنیا میں اسلامی تمدن قائم ہوگا۔ وہ آگ جو اس بارہ میں میرے دل میں ہے وہ جس دن بھڑکے گی خواہ وہ میری زندگی میں بھڑکے یا میرے بعد بہرحال جب بھی بھڑکے گی دنیا کو بھسم کردے گی۔ اس کا اندازہ یا میں کرسکتا ہوں یا میرا خدا اور وہ بلاوجہ نہیں۔ اگر وہ میرے دل میں اتنی شدید ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دل میں اور پھر آنحضرت ﷺ کے دل میں کتنی ہوگی۔ خدا تعالیٰ اپنے مؤمن بندوں کو اپنی محبت کی آگ دیتا ہے وہ بھی ایک دوزخ میں جل رہے ہوتے ہیں مگر وہ دراصل حقیقی جنت ہوتی ہے۔ خوب یاد رکھو کہ یہ ممکن ہی نہیں کہ اسلام کے رستہ میں کھڑی ہونے والی چیزیں قائم رہ سکیں وہ یقیناً تباہ و برباد ہوں گی اور ان کو اختیار کرنے والے بھی تباہ و برباد ہوں گے اور ان لوگوں کی خاطر جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لائے ہیں اور بظاہر بالکل سادہ ہیں زمیندار لوگ ہیں جو تہبند باندھتے اور اچھی طرح بات بھی کرنا نہیں جانتے ان ہی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اس کی تباہی کا کام لے گا اور موجودہ تہذیب مٹ کر ان کے ہاتھوں میں دنیا کی رہنمائی آجائے گی۔ آج کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ لوگ دنیا کا انتظام کیسے کرسکیں گے لیکن کیا انہوں نے پنجابی کی یہ ضرب المثل نہیں سنی کہ "جس دی کوٹھی دانے اس دے کملے وی سیانے" خدا تعالیٰ جب برتری دیتا ہے تو عقل خود بخود آجاتی ہے۔ نادر شاہ ایرانی ایک گڈریا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے اسے حکومت دی وہ دہلی پر حملہ کرنے آیا اور اسے فتح کرلیا۔ دہلی کے بادشاہ نے اس سے مذاق کرنا چاہا جس سے اس کا مقصد اس کی سبکی تھا اور اس سے پوچھا کہ آپ کے

باپ کا نام کیا تھا اور وہ کیا کام کرتے تھے؟ مجلس لگی ہوئی تھی باتیں ہو رہی تھیں ہر شخص اپنے باپ کا نام اور اس کی تعریف بیان کر رہا تھا اور اس طرح سب اپنے باپوں کا ذکر کر رہے تھے اور آخر نادر شاہ کی باری آئی کہ آپ اپنے باپ کا نام اور اس کی تعریف بیان کریں۔ اس نے اپنی تلوار کے دستہ پر اپنا ہاتھ رکھا اور کہا کہ میرے باپ کا نام یہ ہے تم میرے باپ کا نام اس لئے پوچھ رہے ہو کہ میری تذلیل کرو اور اپنے باپوں کی تعریف بیان کرتے ہو۔ مگر یہ نہیں دیکھتے کہ تم اس وقت میرے غلام ہو اور اگر میں چاہوں تو فوراً تمہاری گردن اڑا دوں۔

اسی طرح صحابہ کا ایک وفد ایک دفعہ ایران کے بادشاہ کے پاس گیا اس نے ان سے کہا تم روپیہ لے لو اور واپس چلے جاؤ تم میں سے ہر ایک سپاہی کو ایک پونڈ اور ہر افسر کو دو پونڈ دے دوں گا تم یہ رقم لے لو اور چلے جاؤ۔ اس نے ان کی قیمت بھی کیا لگائی اس نے ان سے کہا کہ تم "گوہیں" کھانے والے، اونٹ کا دودھ پینے والے اور ہر وقت آپس میں لڑنے والے لوگ ہو تم کو حکومت سے کیا واسطہ یہ پیسے لے لو اور واپس چلے جاؤ۔ رئیس وفد نے جواب دیا کہ بے شک یہ بات صحیح ہے کہ ہماری حالت واقعی یہی تھی مگر وہ باتیں اس وقت کی ہیں جب ہم میں اسلام نہیں آیا تھا اب ہم نے اسلام کو قبول کر لیا اور اب ساری دنیا پر ہم نے حکومت کرنی ہے۔ یہ بات سن کر بادشاہ کو غصہ آیا اور اس نے اپنے خادموں کو اشارہ کیا کہ مٹی کا بورا لے آؤ اور تذلیل کے لئے مٹی کا بورا رئیس وفد کے سر پر رکھوا دیا اور کہا کہ جاؤ اس کے سوا تمہیں کچھ نہیں دیا جاسکتا۔ مگر وہ لوگ جنہیں جاہل اور اونٹ کا دودھ پینے والے سمجھا جاتا تھا ان کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کے طفیل بے انتہاء عقل دے دی تھی۔ وہ جانتے تھے مشرک وہمی ہوتا ہے اس لئے جب مٹی کا بورا ان کے سر پر رکھا گیا تو انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ چلے آؤ چنانچہ وہ سب دوڑے اور کہا کہ ایران کے بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے ایران کی زمین ہمارے حوالہ کر دی ہے۔ اس پر بادشاہ نے سواروں کو حکم دیا کہ دوڑو پکڑو اور کسی نہ کسی طرح یہ مٹی واپس لے آؤ مگر وہ اس وقت تک دور نکل چکے تھے۔ [۴]

اسی طرح دنیا آج سمجھتی ہے کہ یہ جماعت غریبوں اور جاہلوں کی جماعت ہے دوسری سوسائٹیوں میں ملنا جلنا ہی بہتر ہے اور ان ہی میں شامل ہو کر عزت حاصل ہو سکتی ہے۔ مگر یاد رکھو ان سب کے نام و نشان مٹنے والے ہیں حتیٰ کہ ان کے گھروں کو دیکھ کر رونا آئے گا۔ آج بے شک ہم کمزور نظر آتے ہیں اور اسلام مغلوب دکھائی دیتا ہے مگر وہ دن دور نہیں جب بڑے

بڑے پادری چھوٹے سے چھوٹے مسلمان مبلغ کے دروازہ پر جاکر سوال کریں گے۔ ان کو تو خدا تعالیٰ نے ہمارا شکار بنایا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ؎

میں ہوا داود اور جالوت ہے میرا شکار

جالوت بادشاہ اور حضرت داود گذریا تھے۔ ۵؎ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ لوگ مجھے حقیر سمجھتے ہیں اور بے شک میں ایسا ہوں مگر داود کو بھی حقیر ہی سمجھا جاتا تھا مگر خدا تعالیٰ نے جالوت کو اس کا شکار بنا دیا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اس زمانہ میں شیطان کی حکومت کو میرے ذریعہ سے پاش پاش کر دے گا۔

پس یاد رکھو کہ ہماری تمام ترقیاں اور راحتیں اس جماعت کے ساتھ وابستہ ہیں جو اس نکتہ کو نہیں سمجھتا وہ خدا تعالیٰ سے ہرگز برکت حاصل نہیں کر سکتا۔ بے شک دنیا کی مجلسیں زیادہ پر رونق نظر آتی ہیں اور ان کی روشنیاں زیادہ دکھائی دیتی ہیں لیکن حقیقت یہی ہے کہ وہ روشنی ٹمٹماتے ہوئے چراغ کی روشنی ہے جو گُل ہونے کے قریب تیز ہو جاتی ہے بے شک اسی برس کا بڈھا خواہ وہ مرہی کیوں نہ رہا ہو ایک پیدا ہونے والے بچہ سے طاقت میں زیادہ ہوتا ہے مگر کون عقلمند کہہ سکتا ہے کہ وہ بچہ کمزور اور بڈھا طاقتور ہے۔ یقیناً وہ بچہ طاقتور اور بڈھا کمزور ہے کیونکہ اس بچہ کی طاقت بڑھے گی اور بوڑھے کی روز بروز گھٹے گی۔

پس جماعت کے دوستوں کو بھی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان کے افراد کو بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ساری عزتیں سلسلہ کے ساتھ وابستہ ہیں۔ اپنی تمام استعدادوں اور قابلیتوں کو سلسلہ کی ترقی و بہبودی کے لئے لگا دینا ہی ساری ترقیات کا موجب ہے۔ جو اس بات کو بھولتا ہے خدا تعالیٰ بھی اسے بھول جاتا ہے۔ پس بے شک اپنی دنیوی بہبودی کا خیال رکھو مگر اصل بہبودی اس میں سمجھو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو پیغام لائے ہیں اس کے ساتھ وابستگی قائم رہے اور ہم دوسروں کے لئے نیک نمونہ بنیں اور پھر جو لوگ ہمارے ذریعہ ہدایت حاصل کریں ان کی خدمت کریں۔

(الفضل ۳۔ اگست ۱۹۶۰ء صفحہ ۲ تا ۴)

۱ الفضل ۲۸۔ دسمبر ۱۹۳۸ء صفحہ ۱

۲ النساء : ۸۶

۳ ترمذی ابواب العلم باب فی من دعا الی ھدی فاتبع

۴

۵ ۱ "پس ساؤل نے یسی کے پاس قاصد روانہ کئے اور کہلا بھیجا کہ اپنے بیٹے داؤد کو جو بھیڑ بکریوں کے ساتھ رہتا ہے میرے پاس بھیج دے" (سموئیل ۱ باب ۱۶ آیت ۱۹ بائبل سوسائٹی انار کلی لاہور مطبوعہ ۱۹۹۴ء)

۱۱ "اور داؤد بیت لحم میں اپنے باپ کی بھیڑ بکریاں چرانے کو ساؤل کے پاس آیا جایا کرتا تھا" (سموئیل ۱ باب ۱۷ آیت ۱۵ بائبل سوسائٹی انار کلی لاہور مطبوعہ ۱۹۹۴ء)